خطبہ جمعہ

وقف جدید کے نئے مالی سال کا اعلان

یہ سال وقف جدید کے لئے ایک نمایاں سنگ میل بن کر ابھرا ہے

یہ سال بکثرت غیر معمولی برکات لے کر آیا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۷؍جنوری ۲۰۰۰ء بمطابق ۷؍صلح ۱۳۷۹ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَ لَا خِلٰلٌ﴾۔(سورة ابراهیم آیت ۳۲)

تو میرے ان بندوں سے کہہ دے کہ جو ایمان لائے ہیں کہ وہ نماز قائم کریں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے مخفی طور پر بھی اور علانیہ طور پر بھی خرچ کریں۔ پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں کوئی خرید و فروخت نہیں ہوگی اور نہ کوئی دوستی (کام آئے گی)۔

(سورۃ ابراہیم:۳۲)

اس آیت کا انتخاب میں نے اس غرض سے کیا ہے کہ آج کے خطبہ کے موضوع میں دو باتیں اکٹھی شامل ہیں۔ایک وقف جدید کا اعلان ہوگا نئے سال کا،اس کی مالی تحریک ہے۔اور دوسرے نمازوں کے قیام کے متعلق میں خصوصیت سے تحریک کرنا چاہتا ہوں جو دراصل رمضان کا سبق ہے اور رمضان اپنے پیچھے چھوڑ کے جارہا ہے۔اس مختصر تعارف کے بعد آج سب سے پہلے تو میں جمعۃ الوداع کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جو آج رمضان کا آخری دن ہے اور جمعۃ الوداع ہے۔یہ سال بکثرت غیر معمولی برکات لے کر آیا ہے جس کا تفصیلی ذکر میں آگے چل کر کروں گا۔سردست صرف جمعۃ الوداع سے متعلق کچھ گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔

آج کا دن وہ دن ہے کہ تمام دنیا میں مساجد اتنی بھر گئی ہیں کہ کبھی سارا سال بلکہ رمضان مبارک کے دوران بھی مساجد اس طرح نہیں بھری تھیں اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اور کوئی بھی نیکی نہ ہو تو صرف جمعۃ الوداع کو حاضر ہو جانا ہی ان کی بخشش کا سامان مہیا کر دے گا۔بخشش کے کام تو اللہ کے ہیں وہ جس کو چاہے بخشتا ہے جس کو چاہے نہ بخشے مگر یہ وہم ہے کہ جمعۃ الوداع کو ایک ایسی اہمیت حاصل ہے کہ اس میں شمولیت سے خواہ سارا سال بدیوں میں مبتلا رہے انسان کے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔اس پہلو سے جب میں نے حدیثوں کا مطالعہ کیا تو پتہ لگا کہ حدیث میں کہیں جمعۃ الوداع کا کوئی ذکر نہیں۔لیلۃ القدر کی اہمیت کا ذکر ہے مگر جمعۃ الوداع کی اہمیت کا کوئی ذکر کسی حدیث میں نہیں آتا۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرضی قصے بعد میں گھڑے گئے ہیں اور جب تنزل ہوا ہے مسلمانوں میں تو اس میں کسی وقت جمعۃ الوداع کا خیال آہستہ آہستہ راہ پکڑ گیا اور اس کی وجہ سے بہت سی خرابیاں لاحق ہوئی ہیں۔

یہ جمعہ نیکیوں کو وداع کرنے کا جمعہ نہیں ہے۔یہ سب سے پہلی اور اہم بات ہے جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔ہر سال جمعۃ الوداع کے موقع پر میں یہی پیغام دیا کرتا ہوں کہ یہ وداع نیکیوں کا وداع نہیں ہے کہ جس طرح بچے ٹاٹا کر دیتے ہیں کہ اچھا نیکیو! چھٹی ہوئی،تم سے رخصت ہوئے۔بلکہ اگر جمعۃ الوداع کی کوئی اہمیت ہے تو صرف یہ اہمیت ہونی چاہئے کہ جمعۃ الوداع کے موقع پر اپنے سارے وہ سبق انسان دوہرائے جو رمضان مبارک میں سیکھے تھے اور ان اسباق کو اپنے نفس پر چسپاں کرے اور پھر اگلے سال کی تیاری کرے تو یہ وداع کے ساتھ استقبال کا بھی جمعہ ہے جس کے ساتھ اگلے سال کے رمضان کے استقبال کی ذہنی تیاری ہوتی ہے۔

تو میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت خصوصیت سے اس اہم بات کو یاد رکھے گی کہ جمعۃ الوداع کو محض رخصت کا جمعہ نہیں بلکہ استقبال کا جمعہ بھی قرار دیں گے اور اس استقبال کے جمعہ سے سب سے زیادہ اہم سبق جو رمضان مبارک میں ہم نے سیکھا ہے وہ نمازوں کی پابندی ہے۔پانچ وقتہ نمازوں کی پابندی تو لازم ہے اس کے بغیر تو روزہ ہو ہی نہیں سکتا اور اس کے علاوہ تراویح یا تہجد کی نماز یہ تقریباً فرض کی طرح ہی سمجھنی چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تہجد کی نماز میں مداومت اختیار فرمائی۔پس یہ سبق ہے جو جماعت کو آئندہ سال کے لئے ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ آئندہ سال کے رمضان تک ہماری نیکیوں کو بقا بخشے اور ایک تسلسل عطا فرمائے۔

اب میں امسال جو خصوصیت سے بعض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے امور رونما ہوئے ہیں جن کو اتفاقی نہیں کہا جاسکتا ان کے اندر ضرور کوئی گہری حکمت ہوگی اور جو حکمتیں بھی لوگوں کی سمجھ میں آئی ہیں ان سے ایک نتیجہ ضرور اخذ کیا جاسکتا ہے کہ یہ سال جماعت کے لئے غیر معمولی برکتوں کا سال ہوگا۔کن معنوں میں ہوگا اللہ بہتر جانتا ہے۔اب میں اس جمعہ میں جو اس سال کی خصوصیات ہیں ان کا خاص طور پر ذکر کرتا ہوں۔ان خصوصیات کی طرف میری توجہ تو نہیں گئی تھی مگر امام صاحب نے خصوصیت سے لکھ کر یہ نکات بھیجے کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ سال ایک خاص سال ہے،کوئی عام سال نہیں اور ان نکات میں صادق محمد صاحب طاہر نے بھی اپنی طرف سے کچھ چیزیں شامل کرلیں جو درست ہیں۔مگر اب میں سب اکٹھی آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں۔

اس سال کا آغاز جمعہ کے دن سے ہوا اور اختتام بھی جمعہ کے مبارک دن سے ہو رہا ہے۔
اس سال کے عین وسط میں دو جولائی کو بھی جمعہ کا مبارک روز تھا۔۱۸۲ روز اُس سے پہلے گزر چکے تھے اور ۱۸۲ روز اس کے بعد آئے۔اس سال کے آغاز کے وقت رمضان کا مبارک مہینہ تھا اور سال کا اختتام بھی رمضان کے مبارک مہینہ میں ہو رہا ہے۔یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ ایک ہی سال میں دو رمضان آئے ہیں۔اس سال میں آنے والے رمضان مبارک کا آغاز جمعہ کے دن سے ہوا اور رمضان مبارک کا آخری دن بھی جمعۃ المبارک ہے۔اس رمضان مبارک کے عین وسط میں یعنی ۱۵؍رمضان کو بھی جمعہ تھا۔اس سال میں آنے والے رمضان مبارک میں جمعۃ المبارک کا دن پانچ دفعہ آیا ہے جو بہت شاذ ہوتا ہے۔باوجود اس کے کہ تیس کا مہینہ نہیں ۲۹ کا ہے مگر اس ۲۹ کے مہینے میں بھی پانچ دفعہ جمعہ آیا ہے اور آخری عشرہ میں جمعۃ المبارک دوبار آیا ہے۔

اس سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے Friday the Tenth یعنی دس تاریخ کا مبارک جمعہ دوبار رونما ہوا ہے۔پہلا موقع دس ستمبر کو تھا اور دوسرا دس دسمبر کو تھا جس روز رمضان کے مہینہ کا آغاز ہوا۔یہ فرائیڈے دی ٹینتھ نے جو برکتیں ہمارے لئے چھوڑی ہیں اور خاص طور پر میری صحت پر اس کا جو غیر معمولی اثر رونما ہوا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہے۔اس سال میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم اور احسان سے ایک کروڑ آٹھ لاکھ بیس ہزار دو سو چھبیس افراد کے حلقہ بگوش احمدیت ہونے کا عظیم الشان نشان دکھایا۔تاریخ ادیانِ عالم میں اس قسم کا واقعہ پہلے کبھی رونما نہیں ہوا۔

احمدیت کے دائمی مرکز قادیان میں اس سال منعقد ہونے والے جلسہ سالانہ میں کُل

حاضری اکیس ہزار سے زائد تھی جن میں سولہ ہزار نومبایعین تھے۔ پس یہ بھی ایک غیر معمولی واقعہ ہے کہ اکیس ہزار آدمی بھی بہت بڑی بات ہے قادیان کے لئے مگر اس میں سولہ ہزار نومبایعین ہوں۔ اس تعداد میں نومبایعین کی جلسہ سالانہ میں شمولیت فتح و نصرت کا ایک اور سنگ میل ہے۔

جہاں تک مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا تعلق ہے اس سال پہلی بار ڈیجیٹل ٹرانسمشن کو اپنا کر ترقی کے ایک نئے دور میں ایم ٹی اے داخل ہوئی ہے۔ باقی دنیا میں جو بڑی بڑی ٹیلی ویژن کمپنیاں ہیں وہ بھی ڈیجیٹل پہ جارہی ہیں اور آئندہ ڈیجیٹل کا زمانہ آنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس سال جماعت احمدیہ کو بھی یہ توفیق مل گئی۔

اور امسال ۱۱؍ اگست کو مکمل سورج گرہن ہوا جو سائنسی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت رکھتا تھا۔ اور اسی سورج گرہن کے موقع پر مجھے بھی پہلی بار نماز خسوف پڑھانے کی توفیق ملی۔ امسال ۲۲؍ دسمبر کو رمضان مبارک کی چودھویں رات کا چاند غیر معمولی طور پر بڑا اور معمول سے بہت زیادہ روشن ہو کر چمکا۔ اس کے متعلق سائنس دان کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ایک سو تینتیس سال کے بعد ہوا اور چاند اتنا روشن تھا کہ اس کا نور کناروں سے چھلک رہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق بخشی کہ باوجود اس کے کہ یہ بادلوں کا مہینہ ہے اس وقت بالکل کوئی بادل نہیں تھا اور بالکل صاف یہ چاند لوگوں کو دکھائی دے رہا تھا جو نماز تہجد کے لئے اٹھے ہوئے تھے۔ مطلب ہے جو تہجد پڑھتا تھا اس کو بھی اور جو دوسرے تھے ان کو بھی یہ چاند صاف دکھائی دے رہا تھا۔ آئندہ ایک سو سال تک سائنس دانوں کا خیال ہے کہ دوبارہ ایسا بھرا ہوا چاند دکھائی نہیں دے گا۔

اب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی چند احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میں نمازوں پر بھی زور ہے اور غیر معمولی زور ہے اور پھر مالی قربانی پر بھی زور ہے جس کی ضرورت پیش آئے گی کیونکہ اب وقف جدید کے آئندہ سال کا اعلان بھی ہونے والا ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ حضورؐ فرمارہے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھو۔ تو یہ پانچ وقت کی نماز کا جو سبق ہمیں رمضان نے دیا ہے یہ جمعۃ الوداع نہیں حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی آخری نصیحت تھی جو مسلمانوں نے سنی اور اسی نصیحت کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ جو حاضر ہے وہ غیر حاضر کو آگے پہنچا دے۔ (ترمذی ابواب الصلاۃ) سو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل میں میں اس نصیحت کو آپ لوگوں تک اب پہنچا رہا ہوں اور بری الذمہ ہو رہا ہوں کہ نمازوں کی حفاظت کریں۔

یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تہجد پر زور نہیں دیا کیونکہ اصل پانچ نمازیں ہیں جو فرض ہیں۔ فرائض کی بات ہو رہی تھی، تہجد اس کے علاوہ ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے کہ ہمیشہ بلاناغہ آپ نے تہجد پڑھی ہے۔ پھر فرماتے ہیں "ایک مہینے کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور جب مَیں کوئی حکم دوں اس کی اطاعت کرو اگر تم ایسا کروگے تو اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "خدا کی رضا کی خاطر جو کچھ تم خرچ کروگے اس کا اجر تمہیں ضرور ملے گا۔ (بخاری کتاب الایمان باب انما الاعمال بالنیات)۔

حضرت کبشۃ انماری سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "تین چیزوں کے بارے میں مَیں قسم کھا کر تمہیں بتاتا ہوں اُنہیں اچھی طرح یاد رکھو۔ صدقہ بندے کے مال میں سے کچھ بھی کمی نہیں کرتا"۔ یہ وہم ہے کہ صدقہ سے مال میں کمی آتی ہے۔ اللہ ہزار طریقے سے صدقہ دینے والوں کے اموال میں برکت ڈال دیتا ہے اور کمی کی بجائے کئی طریقوں سے اس کو بڑھاتا ہے۔ وہ لوگ جن کو مالی قربانی کی عادت ہے وہ جانتے ہیں کہ کئی قسم کے اخراجات ہی ہیں جو ہونے والے ہوتے ہیں وہ ٹل جاتے ہیں اور مالی قربانی کی برکت سے انسان کے اموال ہمیشہ بڑھتے ہیں کبھی بھی کم نہیں ہوئے۔

پھر فرمایا "جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اُسے اور عزت بخشتا ہے"۔ پھر فرمایا "جس نے سوال کرنے کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اس کے لئے فقر اور محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے"۔ (ترمذی کتاب الزھد باب مثل الدنیا مثل اربعۃ نفر)۔ پس یہ جو عادت ہے لوگوں سے مانگنے کی خواہ زبان حال سے ایسی شکل بنا کے مانگا جائے کہ بظاہر نہ بھی مانگو تب بھی مانگنا ہی مراد ہو یہ ناپسندیدہ بات ہے۔ اس سے مال میں برکت کبھی نہیں پڑتی ہمیشہ اس سے اموال میں کمی آتی ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مانگنے کی عادت کی بڑی وضاحت کے ساتھ نہی فرمائی ہے ہرگز مانگنے کی عادت نہیں ڈالنی چاہئے۔

بعض صحابہ نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اس طرح زور دے کر مانگنے کے بارہ میں اتنی احتیاط برتی ہے کہ ایک صحابی گھوڑے پر سوار جارہے تھے ان کے ہاتھ سے سانٹا گر گیا۔ اترے، گھوڑے کو ایک جگہ باندھا اور آ کے سانٹا پھر اٹھا لیا۔ ایک مسافر، راہ گیر اور بھی دیکھ رہا تھا اس نے کہا آپ نے یہ کیا کیا ہے، مجھے کہتے میں آرام سے آپ کو گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے آپ کا سانٹا پکڑا دیتا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ نہیں، میں نے آنحضرت ﷺ سے خود یہ سنا ہے کہ مانگا نہ کرو۔ پس میں اتنی سختی سے اس پر عمل کرتا ہوں کہ میں نے یہ بھی پسند نہیں کیا کہ اپنا گرا ہوا سانٹا کسی سے مانگ لوں۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا صدقہ دے کر آگ سے بچو خواہ آدھی کھجور خرچ کرنے کی استطاعت ہو۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اتقوا النار لو بشق تمرۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس نے ایک کھجور بھی پاک کمائی میں سے اللہ کی راہ میں دی اور اللہ تعالیٰ پاک چیز کو ہی قبول فرماتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کھجور کو دائیں ہاتھ سے قبول فرمائے گا اور اُسے بڑھاتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ پہاڑ جتنی ہو جائے گی۔ جس طرح تم میں سے کوئی اپنے چھوٹے سے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے اور اُسے بڑا جانور بنادیتا ہے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ)

اب اس میں پیش نظر رکھنا چاہئے کہ کوئی کھجور یہ تو نہیں کہ واقعۃً بڑھ رہی ہے، پہاڑ کی طرح ہو رہی ہے اور جنت میں وہ کھجور کا پہاڑ کسی کو مل جائے گا۔ یہ سارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نصائح کے طریق ہیں اور مراد یہ ہے کہ ایک کھجور اگر پہاڑ جتنی ہو سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی خاطر خلوص کے ساتھ قربانی کرنے والے کو اتنی برکت دے گا جیسے کھجور اور پہاڑ کا فرق ہوتا ہے، اتنی زیادہ برکات اس کو عطا ہونگی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اُس نے اسے راہِ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم و حکمت دی جس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا بھی ہے"۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ)

پس مال کی عطا کے ساتھ علم کی عطا بھی ہے اور قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے اور احادیث نبوی سے جو تشریح ملتی ہے کہ خدا کی راہ میں نہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے، نہ علم خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ علم میں جو کمی نہیں آتی اس کو تو دنیا والے بھی سمجھتے ہیں کہ علم کی تقسیم سے علم بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا مگر مال کے متعلق ان کو سمجھ نہیں آتی کہ یہ کیسے بڑھتا ہے مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو کچھ بھی فرمایا ہے برحق ہے اور ہمیں اپنی جماعت کے تجربے سے پتہ ہے کہ خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے والوں کے مال کم نہیں ہوا کرتے، بڑھا کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزت میں بڑھاتا ہے۔ جتنی زیادہ کوئی تواضع اور خاکساری اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی اسے بلند مرتبہ عطا کرتا ہے"۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب استحباب العفو والتواضع)

یہاں رفع کا ذکر بھی ہے۔ رَفَعَهُ اللّٰهُ اور اس کو ہم حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفع کے متعلق بھی ایک نظیر کے طور پر پیش کیا کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ خدا ایک زنجیر کے ذریعے اپنے متواضع بندے کو اٹھاتا ہے، اس کا رفع کرتا ہے اور ساتویں آسمان تک پہنچا دیتا ہے۔ کبھی یہ تو نہیں دیکھا ہم نے کہ کوئی بندہ سجدے میں گیا ہو اور کوئی زنجیر اترے اور اس کو اٹھا کے لے جائے۔ مراد یہ ہے کہ ساتویں آسمان تک اس کی نیکیوں کی بنائی ہوئی زنجیر، اس کے تقویٰ کی زنجیر، اس کی فنا فی اللہ کی زنجیر جتنا بھی اس کا مرتبہ مقرر کرتی ہے اتنا ہی وہ اٹھ جاتا ہے یہاں تک کہ آخری حد ساتواں آسمان ہے اور اس سے اونچا رفع سوائے آنخضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اور کسی کا نہیں ہوا۔

حضرت خریم بن فاتکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں کچھ خرچ کرتا ہے، اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی باب

فضل النفقة فی سبیل اللہ)۔ تو یہاں سات سو گنا کے متعلق بھی جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں کئی دفعہ یہ بات آپ کو سمجھائی جاچکی ہے کہ سات کا لفظ مراد یہ نہیں کہ سات سو گنا واقعۃً ملتا ہے جہاں قرآن کریم نے سات بالیوں کی مثال دی ہے، ایک دانے سے سات بالیاں نکلیں ان میں سات سو دانے ہوں وہاں ساتھ یہ بھی اللہ نے فرمایا ہے کہ جس کے لئے چاہے اس کو بڑھا بھی دیتا ہے۔ تو پہلی کھجور والی حدیث تھی وہ اور دوسری احادیث کو پیش نظر رکھتے ہوئے صاف پتہ چلتا ہے کہ سات سو کا لفظ ایک محاورہ بھی ہے اور عرف عام میں زمینداروں کے تجربہ میں بھی یہ بات آجاتی ہے کہ ایک دانہ سات سو دانوں میں تبدیل ہو جائے لیکن اصل جو بنیادی بات ہے وہ یہی ہے کہ نیکیاں ہیں جو بڑھتی ہیں اور سات سو گنا نہیں بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور نمو پاتی ہیں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ فرمایا "اور یقیناً سمجھو کہ صرف یہی گناہ نہیں کہ میں ایک کام کے لئے کہوں اور کوئی شخص میری جماعت میں سے اس کی طرف کچھ التفات نہ کرے بلکہ خداتعالیٰ کے نزدیک یہ بھی گناہ ہے کہ کوئی کسی قسم کی خدمت کر کے یہ خیال کرے کہ میں نے کچھ کیا ہے"۔(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۴۹۸)۔

اب یہ بھی معرفت کی بات ہے خدمت کی توفیق کسی کو مل جائے اور وہ اپنے زعم میں یہ سمجھے کہ میں نے کچھ کر دیا ہے یہ بدی بن جاتی ہے اور خدمت نہیں رہتی۔ پس ہر انسان کو یہی سمجھنا چاہئے کہ جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کی عطا تھی۔ اس میں سے کچھ میں نے خرچ کر دیا اور بہت سا اپنے لئے بھی رکھ لیا۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ مجھے کچھ اپنی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

اور جو خرچ اس دنیا میں انسان خدا کی راہ میں کرتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک اور حدیث کے مطابق وہی ہے جو اس کا ہے۔ جو اس نے بچوں کے لئے پیچھے چھوڑ دیا وہ اس کا نہ رہا۔ جو اس نے خرچ کر دیا وہ تلف ہو گیا۔ لیکن جو اس کا ہے جو خدا کے حضور اس کو ملے گا اور بڑھ چڑھ کر ملے گا، بڑھا چڑھا کر دیا جائے گا وہی مال ہے جو انسان خدا کی خاطر خرچ کرتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "صدقات ایسی چیزیں ہیں کہ ان سے دنیاوی منازل طے ہو جاتی ہیں۔ اخلاق فاضلہ پیدا ہوتے ہیں اور بڑی بڑی نیکیوں کی توفیق دی جاتی ہے"۔(الحکم۔ ۲۴ر فروری ۱۹۰۱ء)۔ اب خرچ کرنے سے صرف یہ مقصد نہیں کہ مال میں برکت پڑتی ہے بلکہ اخلاقِ فاضلہ پیدا ہوتے ہیں اور یہ بہت گہری بات ہے کہ جب انسان خدا کی خاطر خرچ کرتا ہے اس کے اخلاق میں بھی ترقی ہوتی ہے اور پھر ایک نیکی اور بڑی بڑی نیکیوں کی توفیق عطا فرماتی چلی جاتی ہے۔ چنانچہ بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے تھوڑا سا دینا شروع کیا اور رفتہ رفتہ خداتعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کو تھوڑے کا ایسا چسکا پڑا کہ اس کے بعد زیادہ پھر اور زیادہ پھر اور زیادہ دینا شروع کر دیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات بہت ہی صحیح فرمائی ہے کہ نیکیاں مال خرچ کرنے کے نتیجے میں عطا ہوتی ہیں اور بڑھتی چلی جاتی ہیں۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "چاہئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک متنفّس عہد کرے کہ میں اتنا چندہ دیا کروں گا۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے عہد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے رزق میں برکت دیتا ہے"۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۶۰)۔ اب یہ کثرت کے ساتھ نومبایعین کا دور ہے اور ہم پوری توجہ کر رہے ہیں کہ ہر نومبایع بھی خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈالے اور امید رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ یہ تحریک کامیاب ہوگی۔ ابھی تک تو اس کے بہت اچھے نتائج نکل رہے ہیں اور کثرت سے نومبایعین خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت ڈال رہے ہیں اور وقف جدید کی راہ میں بھی ان نئے آنے والوں کو بکثرت شامل ہونے کی توفیق مل رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ آخری اقتباس میں نے رکھا ہے۔ "اے عقلمندو! خدا کے راضی کرنے کا یہ وقت ہے کہ پھر نہیں ملے گا...... خدا کی راہ میں صدق دل سے خدمت کے لئے حاضر ہو جانا ایک ایسا مبارک امر ہے جو در حقیقت اور تمام مشکلات اور آفات کا علاج ہے۔ پس جس کو یقین ہے کہ خدا برحق ہے اور دین و دنیا میں اس کی عنایات کی حاجت ہے اس کو چاہئے کہ اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دے اور بخل کے دِق میں مبتلا ہو کر اس ثواب سے محروم نہ رہے۔ اس عالی سلسلہ میں داخل ہونے کے لئے وہی لائق ہے جو ہمت بھی عالی رکھتا ہو اور نیز آئندہ کے لئے ایک تازہ اور سچا عہد خداتعالیٰ سے کرے کہ وہ حتی الوسع بلاناغہ ہر ایک مہینہ میں اپنی مالی امداد سے ان دینی مشکلات کے رفع کرنے کے لئے سعی کرتا رہے گا"۔(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۱۶۵)

اب میں وقف جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں۔ اس سلسلہ میں جو چند امور آپ کے سامنے رکھنے کے لئے چنے ہیں لمبی فہرست میں سے اس کو مختصر کر کے آپ کے سامنے رکھا جارہا ہے کیونکہ اعداد و شمار کی بحث میں عموماً لوگ زیادہ دلچسپی نہیں رکھتے کیونکہ وہ ان کو پوری طرح سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے کوشش کی جاتی ہے کہ ہر دفعہ کے اعداد و شمار ایسے آسان طریقے پر بیان ہوں کہ سب کو ان کی سمجھ آسکے۔

مختصر تعارف یہ ہے کہ وقف جدید کا آغاز ۲۷ر دسمبر ۱۹۵۷ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ اور عجیب اتفاق ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے خود مجھے بلا کر یہ بات سمجھائی کہ میں نے پہلا نام تمہارا رکھا ہے۔ اس کی حکمت اس وقت تو مجھے سمجھ نہیں آسکی کیونکہ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر بھی ہمارے وقف جدید کے صدر رہے ہیں ان کا نام دو پہ رکھنے کی کیا حکمت تھی۔ شاید یہ مراد ہو کہ میرا وقف جدید سے گہرا تعلق ہونا تھا اور وقف جدید کے سلسلے میں جتنے دورے پاکستان بھر کی دیہاتی جماعتوں کے کرنے کی مجھے توفیق ملی ہے شاید کسی انسپکٹر کو بھی اس طرح دوروں کی توفیق نہ ملی ہو اور اندرونی طور پر سب لوگوں کی کمزوریاں اور برائیاں دیکھنے کا موقع مل گیا۔ کلمہ تک درست کروانے کا موقع ملا۔ لوگ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہہ تو دیتے ہیں مگر بعض دفعہ اس کا تلفظ بھی بگڑا ہوا ہوتا ہے اور پھر ان بنیادی چیزوں کے معانی، سورۃ فاتحہ کے معانی یہ بیان کرنے کا بھی اس سفر میں مجھے موقع ملتا رہا۔ تو اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی احسان ہے کہ وقف جدید سے میری بچپن ہی سے ایک نسبت قائم ہوئی ہے جو اللہ کے فضل کے ساتھ اس تحریک کے لئے بھی برکت کا موجب بنی ہے۔

امسال اس لحاظ سے یکم جنوری ۲۰۰۰ء سے اس تحریک کا تینتالیسواں (۴۳واں) سال شروع ہو گیا ہے۔ ۱۹۶۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے وقف جدید کے دفتر اطفال کا اجراء فرمایا تاکہ بچپن ہی سے دلوں میں اس تحریک میں شمولیت کا احساس پیدا ہو اور بڑھتا چلا جائے۔ ۲۵ر دسمبر ۱۹۸۵ء کو میں نے یہ تحریک پہلی بار پوری دنیا تک وسیع کرنے کا اعلان کیا۔ اس سے پہلے یہ تحریک صرف پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش تک ہی محدود سمجھی جاتی تھی یعنی وہاں کے (احمدی) اس کی مالی قربانی میں حصہ لیا کرتے تھے۔ مجھے خیال آیا کہ ساری دنیا کا حق ہے کہ اس مالی قربانی سے ان کو کیوں محروم کیا جائے۔ چنانچہ پہلی بار سب دنیا میں اس تحریک کو وسعت دینے کا اعلان کیا۔

اس پندرہ سال کے عرصہ میں اب تک یہ تحریک پورے ایک سو ممالک میں پھیل چکی ہے۔ اس پہلو سے یہ سال وقف جدید کے لئے بھی ایک نمایاں سنگ میل بن کر ابھرا ہے۔ اس نئے سال کی برکات میں سے یہ بھی ایک نمایاں برکت ہے۔ الحمد للہ۔

اس وقت تک موصولہ رپورٹوں کے مطابق وقف جدید کی کُل وصولی دس لاکھ چھہتر ہزار پانچ سو پاؤنڈ بنتی ہے۔ ۱۰،۷۴۰۰۰ پاؤنڈوں میں ہے یعنی روپوؤں کو بھی پاؤنڈوں میں تبدیلی کر لیا گیا ہے۔ یہ وصولی گزشتہ سال کی وصولی سے اکیالیس ہزار پانچ سو پاؤنڈ (۴۱،۵۰۰ پاؤنڈز) زیادہ ہے۔ اور اسی طرح وقف جدید کے مجاہدین کی تعداد میں بھی اس سال ۲۴۵۳۸ (چوبیس ہزار پانچ صد اڑتیس) کا اضافہ ہوا ہے۔ جن میں سے ایک بڑی تعداد نومبائعین کی ہے۔

امریکہ خداتعالیٰ کے فضل سے امسال بھی وقف جدید کی مالی قربانی میں دنیا بھر میں اول رہا ہے۔ جہاں تک نئے مجاہدین کو شامل کرنے کا تعلق ہے اس میں بھی امریکہ کا کام نمایاں ہے۔ انہوں نے امسال پانچ سو نواسی (۵۸۹) نئے مجاہدین بنائے ہیں جن میں سے اُنچاس (۴۹) نومبایعین ہیں یعنی امریکہ میں ہی امسال جنہوں نے احمدیت میں شمولیت اختیار کی انہوں نے وقف جدید میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا۔ پاکستان کو جو امریکہ کے بعد امسال بھی دوسرے نمبر پر ہے شدید اقتصادی مشکلات کے باوجود مقررہ ٹارگٹ سے بڑھ کر ادائیگی کی توفیق ملی ہے۔ الحمد للہ۔ جماعت جرمنی حسب سابق دنیا بھر میں تیسرے نمبر پر ہے۔ برطانیہ نے امسال جرمنی سے آگے بڑھنے کے لئے بہت زور مارا مگر کچھ پیش نہیں گئی۔ برطانیہ نے کچھ رونڈ بھی مارے اس میں۔ وہ اس طرح کہ دوسرے اموال میں سے جو جماعت کی عام کمائی میں سے بچے ہوئے تھے اس میں سے وقف جدید میں بھی ڈال دیئے اور کچھ نہیں

تواس طرح تو جرمنی کو پیچھے چھوڑ دیں گے۔ مگر زندہ باد جرمنی کہ انہوں نے آگے نہیں نکلنے دیا اور اپنی تیسری پوزیشن کو بحال رکھا۔

اس پہلو سے مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلی دس جماعتوں کے نام یہ ہیں۔ امریکہ نمبر۱، پاکستان نمبر ۲، جرمنی نمبر ۳، برطانیہ نمبر ۴، کینیڈا نمبر ۵، بھارت نمبر ۶، سوئٹزرلینڈ نمبر ۷، انڈونیشیا نمبر ۸، جاپان نمبر ۹، بلجیم نمبر ۱۰۔

امسال وقف جدید میں نمایاں کام کرنے والوں میں ناروے بھی ہے، برما، ہالینڈ، فرانس، ماریشس، اور بوسنیا بھی قابل ذکر ہیں۔ بوسنیا اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ گزشتہ سال پہلی بار بوسنیا کو وقف جدید میں شمولت کی توفیق ملی اور یہ آغاز صرف چھ مجاہدین وقف جدید کے ذریعہ ہوا جبکہ اس سال انتیس (۲۹) مجاہدین نے وقف جدید میں شرکت کی۔

کئی نئی جماعتوں کو بھی پہلی بار وقف جدید میں شامل ہونے کی توفیق ملی ہے جس کی وجہ سے یہ سال ایک سو تک پہنچا ہے۔ نئی جماعتیں کل ملا کر ایک سو یہ جماعتیں بن جاتی ہیں ڈغاسکر، بلغاریہ، چیک ریپبلک، سلواک، گنی کناکری، مالی، ملاوی، برونڈی، مراکش، تیونس، آسٹریا، یونان، بھوٹان، نیپال، البانیہ، مقدونیہ اور ایتھوپیا۔ اس طرح الحمدللہ کہ امسال سترہ نئے ممالک وقف جدید میں شامل ہوئے جن میں آخری شامل ہونے والا ایتھوپیا ہے۔ حبشہ جسے کہتے ہیں اور یہ صرف دو چار دن پہلے ہی اطلاع ملی ہے کہ ایتھوپیا کو بھی وقف جدید میں شامل ہونے کی توفیق مل گئی ہے۔

پاکستان کی جماعتوں میں وقف جدید کی مجموعی وصولی کے لحاظ سے ربوہ کو حسب سابق اول مقام حاصل ہے۔ اور ربوہ وقف جدید دفتر اطفال میں بھی اس سال اوّل رہا ہے۔ دیگر نمایاں خدمت کرنے والے اضلاع میں یہ اسی ترتیب سے ہے جس ترتیب سے انہوں نے خدمت میں حصہ لیا ہے اور آگے بڑھے: کراچی، لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، سیالکوٹ، فیصل آباد، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، عمرکوٹ، بہاولنگر، گجرات، سرگودھا، نارووال یہ شامل ہیں۔

اب اس خطبے کا میں اختتام کرتا ہوں جتنی ساری باتیں متفرق سمیٹنے والی تھیں کوشش کی ہے ان سب کو میں نے سمیٹ لیا ہے۔